شذرات

افادات علامہ عبیداللہ سندھی

(۲)

حضرت ابراہیم سے پہلے جن قوموں کا تعلق انبیاء سے ہے وہ سب الحکمۃ کی حامل ہیں. ملک کے کسی حصے میں کوئی نبی پیدا ہوا، اس کے شاگردوں نے اپنے گرد کے لوگوں میں حکمت پھیلادی۔ بس حضرت ابراہیم سے پہلے یہ حکمت کی حامل جماعتیں آرین قوم ہیں جو ہند میں ہوئیں یا ایران اور روم میں یونان میں سب کی ایک ہی سائیکلوجی ہے اور سمجھنے کا ایک ہی طریقہ انسانیت ان میں محصور ہوگئی۔ اس حکمت میں غلطیاں واقع ہوئی ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ سوچنے میں واسطے بڑھ جانے سے بعد والوں سے غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں۔ اس بات کو واضح کرنے کے لیے ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

یہ واقعہ لوگوں نے ہمیں سنایا۔ تاریخ میں نہیں پڑھا۔ ایک بادشاہ ہے جس کے دربار میں عوام، ہرکہ ومہ براہ راست پہنچ سکتے ہیں۔ اور اس کے احکام سیدھے سن سکتے ہیں اور ایک اور بادشاہ ہے جس کے احکام کئی ایک محکموں کے توسط سے دس بیس درجوں میں نیچے اتر کر عوام بیچاروں تک پہنچتے ہیں۔ اور ان عوام کو کبھی بادشاہ کے روبرو اپنی فریاد کرنے کا موقع نہیں ملتا تو جتنا انصاف اول الذکر کی رعایا کو اس طور پر حاصل ہوگا اتنا ہی دوسرے والے نہایت ہی اقل قلیل درجہ پر رہ جاتے ہیں۔

استنبول کے ایک سلطان کو اطلاع پہنچی کہ حرم کے کبوتروں کے لیے اناج نہیں ہے۔ قاعدہ تھا کہ کبوتروں کے لیے غلہ سیدھا استنبول سے بھیجا جاوے فرض کرو کہ ایک سو من غلہ کافی تھا انھوں نے دس ہزار من بھیجنے کا حکم دیا۔ ایک وزیر نے پوچھا کہ اتنا غلہ کبوتروں کے نام کیا مطلب، سلطان نے کہا بتاؤ۔ یہ غلہ کتنے امیروں کے ہاتھوں سے گذرے گا وزیر نے چند ایک کے نام

گن لیے ۔ سلطان نے کہا کہ اگر سومن بھی وہاں منزل مقصود پر حرم کے کبوتروں کو پہنچ گیا تو غنیمت ہے ایک حاکم بن گیا اسے قسم دلائی گئی کہ رشوت نہیں لے گا جب مکہ پہنچا تو کسی نے اسے رشوت نہ دی کہنے لگا اجی میں نے تو قسم کھائی ہے رشوت نہ دینے کی ۔

افسوس یہ ہے نظام حکومت جیسے مسلمان زندہ رکھنا چاہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمت کی ترقی شاخیں بننے سے ہوتی ہے لیکن حقیقت سے دوری بھی اس قدر ہو جاتی ہے ۔ پہلی سب حکمتوں کے مراکز ایسے ہی تباہ ہو چکے ہیں اب ہمارے ہاں اس کی مثال فقہ حنفی ہے یہ ہارون کے زمانہ میں (مسلمانوں) کو منظم کرنے کا بہترین نظام تھا ۔ ہارون کے تمام قاضی ایک ہی قانون پر فیصلہ کرتے تھے اور ان (قضاۃ) کی اپیل دربار میں ہوتی تھی اور انصاف فی الجملہ سب ہی کو مل جاتا تھا ۔ ہارون کے بعد اب تک فرض کرو کہ ایک ہزار سال سے اس قانون کی شرح اور حاشیہ لکھتے لکھتے ہم اتنے دور تک پہنچ گئے کہ جب مجھے خواہش ہوئی کہ امام صاحب کے اصلی نصوص مجھے ملیں تو تمام کتابیں پڑھ کر یقین ہو گیا کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ ان کے اقوال کی شرح، شرح کی شرح اور اصول کے اندر اصول سب آپس میں مل جاتے ہیں اور اصل چیز نہیں ملتی ۔

مثلاً ترک نماز کرنے پر کیا سزا ہو ؟ غیر حنفی اسے کافر کہتے ہیں "اسے قید کر دو" مجھے شک ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث میں کسی جگہ اس قید کا ذکر نہیں ہے فقہ میں کیسے پیدا ہو گیا ۔ حنفی پر اعتراض ہوتے ہیں اس لیے میں اصل معلوم کرنے کا شوق رکھتا تھا ۔ بہت عرصہ کے بعد فتاویٰ عالمگیری دیکھا اس میں کتاب الزکوٰۃ کے شروع میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا فرض ہے اس کا منکر کافر ہے اور اس کا چھوڑنے والا قتل کیا جاوے گا ۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں پر قتل کا فتوے حضرت ابوبکر صدیق رضی کے زمانے میں دیا گیا ۔ حضرت عمر رضی نے اس کی مخالفت کی تو جواباً کہا گیا کہ جو شخص زکوٰۃ اور نماز میں فرق کرے گا ہم اسے قتل کریں گے کیونکہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے ۔ نماز کے ترک پر دونوں کا اتفاق ہے اس لیے انھوں نے نکالا کہ زکوٰۃ کا بھی یہی حکم ہونا چاہیئے ۔ اور میں حیران تھا کہ صحابہ کے زمانہ تک صرف ترک نماز کے فعل پر قتل کا اتفاق تھا ۔ اور ابوبکر کے زمانہ میں زکوٰۃ بھی شامل کر لی گئی اس سے کسی کو خبر

نہیں ہے۔ اب فقہا حنفیہ نے جو قید کی شرط لگائی اور زکوٰۃ پر قتل کی اس کی وجہ کیا ہے ؟ میں نے سب کتابیں پڑھیں اور اس کا حل کہیں نہ ملا۔ ایک فارسی کتاب جس کا نام ہے ترغیب الصلوٰۃ بخارا کے کسی عالم کی لکھی ہوئی ہے قلمی ہے۔ سندھ میں ملی۔ پھر اسی طرح کی عبارت مخدوم محمد ہاشم سندھی کے فتویٰ میں پڑھی اس میں لکھا ہے کہ یُحْبَسُ تَارِکُ الصَّلٰوۃِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ثُمَّ یُقْتَلُ یہ چیز معقول ہے کہ تین دن قید کرکے بعد میں قتل کیا جاتا ہے۔ دیکھو ایک امام کی بات شارحین کے جھگڑے میں کیسے گم ہوگئی۔

اسی طرح حکمت جیسے پھیلتی ہے اور اصلی اجزا نیچے اترتے ہیں تو اصل سے دور ہو جاتی ہے صحیح بات کتابوں میں نہیں ملتی علم نجوم پورا پڑھ جاؤ خدا کی یاد تک نہیں آتی۔ طب ساری پڑھ جاؤ، خدا کہیں نام کو نہ ملے گا۔ حساب اور ریاضی کی دوسری شاخوں کا بھی یہی حال ہے کہ کہیں خدا کا نام تک نہیں آتا اس لیے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام اور صدیقین علیہم الرضوان سے بہت ہی دور ہوگئی۔ اس لیے اب ابراہیم آتے ہیں اور یہ تمام طریقے منسوخ کر دیتے ہیں۔ اور انسان کے اندر کی امانت کو خدا کی معرفت کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ع تو ئی آنکہ تا من منم با منی (نظامی) یہ ابراہیمی معرفت کا خلاصہ۔ انبیاء کے ہاں طریقہ یہی تھا۔ مگر حکمت کی شاخیں چھوٹی چھوٹی کہیں کی کہیں پہنچ گئیں اور حضرت ابراہیم نے سب کی سب کاٹ ڈالیں۔ اب ان کے ذریعے سے جو حکم پھیلے گا زیادہ تر حکم کے تابع ہوں گے۔ وہ حکمت کو اپنے حکم میں حکومت ملا لیں گے یہ الکتاب کے مالک ہوں گے۔ یہ علم الکتاب سامی قوموں کا ہے۔

باقی آئندہ